متن، اردو ترجمہ، تشریح و حل مشکل الفاظ

گلستانِ سعدیؒ

مترجم

غلام عباس راہو

سیل پوائنٹ

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز

ناشران وتاجران کتب

بسم

اللہ

الرحمٰن

الرحیمؕ

مکتبہ
دانیال
لاہور

©

سن اشاعت 2001ء

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

محمد ابوبکر صدیق و
محمد عثمان شیخ
نے ندیم یونس پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر
مکتبہ دانیال لاہور سے شائع کی

College for Women
11070

قیمت

بلا جلد 130/-

مجلد 200/-

تبرک کرکے دل کی زندگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلستان سعدیؒ

متن، اردو ترجمہ، مشکل الفاظ کے معنی
اور نتیجہ حکایت

غلام عباس ماہو

باہتمام
مکتبہ دانیال، لاہور
سیل پوائنٹ: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار، لاہور - 7660736

انتساب

میں سوچتا ہوں کہ میرے گھر میں
جو ایک مشعل جلی ہوئی تھی
وہ جس کی لو سے
میرا چمن جگمگا رہا تھا
وہ جس کی کرنوں سے میرے آنگن میں
نور کی پو پھٹی ہوئی تھی
جو میرے جیون کی آگہی کا
نکھار بن کر
چمک رہی تھی
جو میرے دل کی حسین وادی میں
نور بن کر دمک رہی تھی
میں سوچتا ہوں
کہ یہ چمکتی دمکتی مشعل
اندھیرے پیراہنوں میں لپٹی
اداسیوں کے عمیق غاروں
میں جا چھپی ہے'
میں خود بھی ظلمت کی وادیوں میں
بھٹک رہا ہوں
یہ میرے ننھے سے دونوں بچے
جنہوں نے معصومیت کی چادر
لپیٹ رکھی ہے
اپنے تن پر
اب اس اُجالے کو ڈھونڈتے ہیں
وہ شفقتوں کا عظیم سایہ
وہ روشنی کا حسین پرتو

میں ان کی آنکھوں میں ڈھونڈتا ہوں
مگر وہاں حیرتوں میں گم
پتلیاں ہیں خالی
جو اپنی ممتا تلاش کرتی ہوئیں
سوالی ہیں اپنے رب سے
وہ گود کیوں چھین لی ہے تو نے
جہاں ابھی ہم نے کھیلنا تھا
ہماری قسمت میں گر یہی دن
لکھا ہوا تھا
تو ایسے جسموں کو تو نے
تخلیق کیوں کیا تھا
کہ جن سے ممتا کی انگلیوں کے نشان
ابھی سے مٹا دیئے ہیں
میں سوچتا ہوں
میری شریک حیات بشریٰ
وفا کے سپنے دکھا کے مجھ کو
فنا کی وادی میں جا بسی ہے
غلام عباس میرا جیون
فضول شے ہو کے رہ گیا ہے
یہ شہر میں جتنی زندہ لاشیں
رواں دواں ہیں
میرا بھی ان میں شمار کر لو
کہ میری اُمید کا ستارا
افق کے اس پار
اتر گیا ہے

غلام عباس ماہو 7 فروری 2001

ترتیب

حرف چند دربارۂ گلستان سعدی	1
شیخ سعدیؒ کے حالات زندگی	6
دیباچہ	9
باب اول: در سیرت بادشاہان	24
باب دوم: در اخلاق درویشاں	91
باب سوم: در فضیلت قناعت	138
باب چہارم: در فوائد خاموشی	174
باب پنجم: در عشق و جوانی	184
باب ششم: در ضعف پیری	215
باب ہفتم: در تاثیر تربیت	225
باب ہشتم: در آداب صحبت	254

حرف چند دربارۂ گلستان سعدی

اس دہر ناپائیدار میں کئی ایک معاشرتی مصلح اور ریفارمر پیدا ہوئے جو زندگی کا لطف اٹھا کر اس جہان آب و گل سے چلے بنے۔ بھلا زندگی ان کا ساتھ کیا دیتی وہ خود موت کے ہاتھوں نالاں تھی۔ آج تک زندگی موت سے اپنے آپ کو بچانے کا دعویٰ نہیں کر سکی کیونکہ وہ تو محض مجبور ہے۔ یاد رہے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو معاشرتی فلاح اور سماجی آسودگی کا سبب بنے والے لوگ ہیں' فطرت ان کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ بظاہر موت کا جام نوش کرتے ہیں لیکن حقیقت میں زندۂ جاوید زندگی کے حامل ہوتے ہیں۔ بقول شاعر

زندگی اک شعلہ ہے
جو موت کے ہاتھوں
صرف سرد ہوتا ہے
بجھ سکتا نہیں
کیونکہ!
راز خدا ہے یہ
کسی پہ منکشف ہو سکتا نہیں
جو اپنی آفرینش کا راز پا گیا
وہ کبھی مر سکتا نہیں

شیخ سعدی کا شمار ان معاشرتی مصلحوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اس چمن دہر کی سیر کرتے ہوئے ایسے افکار و نظریات تخلیق کئے جن کی خوشہ دانی سے انسان ہمت و استقلال اور عزم و شجاعت جیسے جذبوں کی تڑپ اپنے دروں میں محسوس کرتا ہے' یاسیت اور مایوسی کو اپنے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتا۔ گلستان سعدی 1258ء میں شیراز میں لکھی گئی۔ یہ سقوط بغداد کا زمانہ تھا۔ چار سو تیرگی پھیلی ہوئی تھی۔ جہالت نے اطراف و اکناف میں اپنے ڈیرے جما رکھے تھے۔ انسانیت دم توڑ کر اپنے آخیر کو پہنچ جانے والی تھی کہ اُمت مسلمہ میں پھر ایک ایسا معاشرتی مدبر سعدی کی شکل میں پیدا ہوا جس کی حلاوت زبان اور انداز گفتار و بیاں نے فارسی ادب کی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دی اور لوگوں کو انسانیت سے محبت کرنے کا درس عظیم دیا۔ ہیئت کے اعتبار سے یہ کتاب نثری جملوں پر مشتمل ہے لیکن نثر میں شعری کاٹ کا وزن برابر موجود رہتا ہے اور زبان و بیان کی حسن زیبائی کے لئے ایسا لطیف بیان سخن اپنایا کہ عمدہ اشعار تخلیق کئے اور وہ اشعار آج ضرب المثل کی سی اہمیت و وقعت رکھتے ہیں۔

گلستان سعدی کا اسلوب بیاں اپنے اندر ایسی گھلاوٹ رکھتا ہے کہ قاری کے دل و دماغ میں سعدی کی باتیں سرایت کرتے ہوئے اس کی زندگی کا متاع عزیز بن جاتی ہیں۔ اسے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ باتیں صرف اور صرف اس کے لئے ہی تخلیق کی گئی ہیں اور اس کے من کی ترجمانی ہے۔ فارسی دنیائے ادب میں ایسا نثری صحیفہ تخلیق نہیں ہوا۔ یہ کتاب گلستان سعدی کی عظمت و افکار کا ایک نادر نمونہ ہے۔ سعدی نے اپنی مشاہداتی حس سے ایسے اخلاق آموز نکتے حیات انسانی کے بارے میں بیان کئے ہیں کہ انسان کی فکر و دانش ورطہ حیرت میں پڑ جاتی ہے۔

سعدی نے گلستان کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ان ابواب کی تعداد آٹھ اور عنوان حسب ذیل ہیں:

1. در سیرت پادشاہاں
2. در اخلاق درویشاں
3. در فضیلت قناعت
4. در فوائد خاموشی
5. در عشق و جوانی
6. در ضعف و پیری
7. در تاثیر تربیت
8. در آداب صحبت

ان ابواب کے علاوہ کتاب کے آخر میں ایک مکالمہ ہے جس کا عنوان "جدل سعدی با مدعی" ہے۔

مراد ما نصیحت بود و گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

کتاب کے آغاز کے بارے میں خود سعدیؒ کا کہنا ہے کہ ایک رات میں اپنے بیتے ہوئے دنوں کا جائزہ لے رہا تھا' زندگی کے اکارت جانے پہ پچھتا رہا تھا اور خانہ دل کے پتھر کو آنسوؤں کے الماس سے تانک رہا تھا اور اپنے حسب حال یہ شعر گنگنا رہا تھا۔

ہر دم از عمر میرود نفسی
چوں نگہ میکنی نمانده بسی

ترجمہ: سانس کی ڈور ہر لحظہ کم ہو رہی ہے' پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ عمر تھوڑی رہ گئی ہے۔

یک پنجاہ رفت در خوابی
مگر این پنجروز دریابی

ترجمہ: عمر کے پچاس سال گزر گئے اور تم ہنوز خواب غفلت میں ہو' اٹھو شاید باقی ماندہ چند روزہ مہلت سے کچھ فائدہ اٹھا لو۔

سعدیؒ کہتے ہیں کہ یہ دنیا عارضی ہے کہ ہر شے کو فنا ہے۔ کوئی شے ایسی نہیں جس کو زوال نہ ہو یہ دنیا ناپائیدار ہے اس سے دوستی نہ گانٹھ' یہ غدار دوستی کے ہرگز لائق نہیں سعدی کا بیان ہے کہ گہری سوچ بچار کے بعد میں نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ دوست احباب سے دامن سمیٹ کر گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاؤں۔ نہ واہی تباہی سنوں اور نہ ہی بہکی بہکی باتیں کروں۔ سعدی بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح میں نے دیکھا کہ میرا دوست پھولوں سے جھولی بھر کر لایا اور شہر لے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ میں نے کہا تم جانتے ہو' نہ موسم بہار کو بقا ہے اور نہ اس کی کلیوں اور پھلوں میں بوئے وفا ہے اور داناؤں نے کہا ہے' ناپائیدار شے سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ اس نے کہا' پھر کیا کیا جائے؟ میں نے کہا' قارئین کی ضیافت طبع کے لئے اور حاضرین کی تربیت کے لئے کتاب گلستان کیوں نہ تصنیف کی جائے جس کے اوراق باد خزاں کی دست بُرد سے محفوظ ہوں اور جس کے سدا بہار پھول کبھی مرجھانے نہ پائیں اور نہ ہی موسموں کا ہیر پھیر ہو اور نہ ہی اس کی بہار کی رنگینیوں کو خزاں ویرانیوں میں بدل سکے۔

دیکھو! پھولوں کے طبق سے کیا حاصل؟ کتاب "گلستان" سے کوئی ورق لے تو بات بھی ہے۔ پھولوں کو فنا ہے' ان کی

زندگی چند روزہ ہے یہ "گلستان" یونہی لہلہاتا رہے گا اور اس کے پھول سدا بہار سے آشنا رہیں گے۔ جونہی میں نے یہ بات کہی اس نے اپنے دامن سے پھول گرا دیئے اور میرا دامن تھام لیا اور کہنے لگا یاد رہے کہ تم ہمیشہ وعدہ وفا کرتے ہو۔ آداب صحبت کا باب تو اسی دن مکمل ہو گیا اور وہ بھی اس انداز میں کہ مقررین کے کام آئے اور ادیبوں کی فصاحت و بلاغت کو بڑھائے۔ قصہ مختصر کہ ابھی باغات میں اکا دکا پھول باقی تھے اور خزاں کا منحوس اور تاریک سایہ بڑھنے نہ پایا تھا کہ گلستان مکمل ہو گئی۔

سعدیؒ کی شہرت اس کی زندگی ہی میں اطراف عالم میں پھیل چکی تھی۔ ایران کے بے شمار عالموں اور دنیا بھر کے فاضلوں نے سعدیؒ کی بزرگی کے اعتراف میں عقیدت و محبت کے پھول پیش کئے ہیں۔ سعدیؒ نے ایرانی اور مشرقی ادبیات پر بڑا گہرا اثر ڈالا اور کئی نسلوں نے سعدیؒ کے اثر کو محسوس کیا اور آج بھی سعدی کا فیض عام جاری ہے۔

سعدیؒ نے فراغت کے دور میں اپنے نغمات اور کلام کو سیر و سیاحت سے واپسی پر جمع کیا سعدیؒ کو گزشتہ شعراء مثلاً فردوسی، سنائی، اسدی، انوری، ظہیر فاریابی وغیرہ سے بڑی محبت تھی اور سعدیؒ نے ان قدماء کے اشعار کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ اس مطالعے کے بل بوتے پر آج گلستان کو یہ کمال حاصل ہے کہ مشرقی علوم کی اس ناقدری اور کسمپرسی کے باوجود دنیا بھر میں پڑھی جاتی ہے اور کسی نہ کسی طرح نصاب تعلیم میں شامل رہی ہے۔ گلستان سلاطین ہند اور سلاطین عثمانی کے درس میں رہی ہے اور ان ملکوں کے بادشاہ اور شہزادے اس کے اشعار زبانی یاد رکھتے تھے الغرض ہر جگہ سعدی کے اشعار و افکار کا احترام کیا گیا ہے۔

پند و نصیحت کا موضوع انسانی طبع کے لئے ہمیشہ سے خشک، غیر دلچسپ اور پھیکا رہا ہے۔ لیکن سعدیؒ کی کلک گوہرفشانی نے اس موضوع کو چاشنی اور مٹھاس کچھ اس طرح عطا کی ہے کہ جو پڑھتا ہے، بے ساختہ تحسین و آفرین کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس جہاں گرد و سیاح کا فطرت انسانی کا مطالعہ بڑا گہرا ہے اور نفسیات کے اس اصول سے بخوبی واقف ہے کہ براہ راست یا بلاواسطہ نصیحت مخاطب کے لئے نفرت اور وحشت کا سبب بنتی ہے اس لئے سعدیؒ نے عام مبلغانہ اور واعظانہ انداز چھوڑ کر نیا، اچھوتا اور دل خوش کن انداز بیان اپنایا۔ وہ حقائق و معارف کو تمثیل کے انداز میں بیان کرتے ہیں اور گلستان کی اکثر حکایات کا محور سعدیؒ کی اپنی ذات و شخصیت ہے۔ سعدیؒ کو جہاں سے بھی کوئی اخلاقی نکتہ ملا اسے انہوں نے اپنی کتاب کی زینت بنا لیا۔ وہ خود کہتے ہیں ؎

تمتع زہر گوشۂ یافتم
زہر خرمنے خوشہ یافتم

گلستان کی حکایتوں کا مقصد پند و نصیحت، تربیت، اخلاق فاضلہ کی تبلیغ اور تہذیب نفس ہے۔ سعدیؒ کا کمال ہے کہ انہوں نے اس موضوع کو تمثیل کے انداز میں بڑے شیریں اور دل پذیر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ آیئے گلستان کے اسلوب بیاں کا تجزیہ کریں تاکہ قاری کو اس کا اسلوب سمجھنے میں آسانی رہے۔

- گلستان کا انداز بیان اچھوتا، منفرد اور دلفریب ہے۔ فارسی ادب میں گلستان کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ گلستان کی تمام عبارت رواں، جاذب، شیریں اور دلفریب ہونے کے ساتھ ساتھ قاری کو حقیقت شناسی کی ترغیب دیتی ہے۔ جملوں اور فقروں کی ساخت میں فطری دلآویزی ہے۔
- گلستان میں ایک بھی مصنوعی اور پُرتصنع جملہ نہیں جبکہ دیگر فارسی کتب میں بات کی گہرائی و اصلیت کو جاننے کے لئے مبالغہ آرائی کے ساتھ ساتھ مافوق الفطرت قصے کہانیوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ گلستان سعدی کے جملوں کی سادگی کی وجہ سے یہ حقیقت سے زیادہ تر قریب معلوم ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے فہم پر زیادہ زور نہیں دینا پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اس کی مقبولیت میں اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔